ریاض القدس

مؤلفہ:
آقائی صدر الدین قزوینی

ولی العصرؑ ٹرسٹ

ریاض القدس

جلد اول

ولی العصرؑ ٹرسٹ
رتہ متہ ضلع جھنگ

فہرست کتب

مفتاح الجنۃ از آقائے مقدس زنجانی، بارہ چار کے اعداد پر مجالس کا مجموعہ /۱۲۵	**عالم عجیب ارواح** از آقائے حسن ابطحی /۱۲۵	**ملاقات بہ امام زمانؑ** ۲ جلدیں /۲۲۵ از آقائے سید حسن ابطحی	**پرواز روح** از آقائے سید حسن ابطحی /۷۵
انوار خمسہ پانچ، پانچ کے عدد پر مجالس کا مجموعہ /۱۷۵	**زندگانی حضرت فاطمۃ الزہراؑ** از آیت اللہ دستغیب /۱۳۵	**زندگانی حضرت زینب سلام اللہ علیہا** از آیت اللہ دستغیب /۶۵	**علی فی القرآن** از سید صادق حسینی شیرازی /۲۰۰
سید الشہداء از آیت اللہ دستغیب ۷۵	**الدمعۃ الساکبہ** اول (فضائل و مصائب) از آقائے محمد باقر دہدشتی	**الدمعۃ الساکبہ** دوم (فضائل و مصائب) از آقائے محمد باقر دہدشتی	**معالی السبطین** اول (فضائل و مصائب) از آقائے محمد مہدی مازندرانی
مہدی موعود امام زمانہؑ /۵۰ از آیت اللہ دستغیب	**ریاض القدس** اول (فضائل) از آقائے صدر الدین قزوینی	**ریاض القدس** دوم (مصائب) از آقائے صدر الدین قزوینی	**معالی السبطین** دوم (فضائل و مصائب) از آقائے محمد مہدی مازندرانی
تہذیب الاسلام ترجمہ حلیۃ المتقین، آفسٹ /۲۰۰، عام کاغذ /۱۵۰	**تحفۃ العوام** مقبول جدید، از مولانا منظور حسین نقوی /۱۶۵	**تحفہ نماز جعفریہ** جدید، از مولانا زوار حسین ہمدانی فاضل عراق /۸۰	**جزیرۂ خضرا** از آقائے ناجی النجار، ممکنہ حالات مثلث برمودا /۱۱۰
تعقیبات نماز پنجگانہ مؤلفہ آغا نثار احمد مرحوم بانی ادارہ افتخار بکڈپو /۵۰	**وظائف مقبول** رنگین عکسی، مع اوراد مقبول /۵۵	**حضرت علی علیہ السلام کی جنگیں** /۵۰ از سید مہدی شمس الدین	**تسبیح زہرہ سلام اللہ علیہا کی فضیلتیں** /۲۵ از علی رضا رجائی تہرانی

امامیہ جنتری و دیگر کتب ملنے کا پتہ } افتخار بک ڈپو (رجسٹرڈ) اسلام پورہ لاہور

ریاض القدس

جلد اول

مؤلف

آقائی صدرالدین واعظ القزوینی

مترجم

مولانا سید ظل حسنین زیدی سرسوی مرحوم

پیش کش

سید محمد شبیر عباس بخاری مرحوم

ناشر

ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ

انتساب

میں اپنی اس محنت کو اس امّ السّادات کے نام سے منسوب کرتا ہوں جن کے تسبیح گزار ہاتھ چکی پیستے پیستے رنگین ہو جاتے تھے اور جس کی خاموش آہوں سے آج بھی عرشِ الٰہی لرز لرز جاتا ہے۔
مجھے امید ہے کہ رسول اعظم کی اکلوتی بیٹی میری اس پیشکش کو دامن قبولیت میں جگہ عنایت فرمائیں گے۔

نام کتاب ـــــــ ریاض القدس جلد اوّل
طابع ـــــــ سیّد محمد شبّیر عبّاس بخاری
سال طبع ـــــــ جون ۱۹۸۹ء
باراوّل ـــــــ ایک ہزار
بار دوم ـــــــ جون ۱۹۹۲ء
ناشر ـــــــ ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ
مطبع ـــــــ ٹیک پرنٹرز لاہور
بارسوم ـــــــ جون ۱۹۹۷ء
تعداد ـــــــ ۲۵۰

ـــــــ اسٹاکسٹ ـــــــ

۱۔ ۹ے شیر شاہ بلاک۔ نیو گارڈن ٹاؤن لاہور
۲۔ افتخار بک ڈپو۔ اسلام پورہ۔ لاہور
۳۔ مکتبہ ولی العصر۔ ایچ بلاک۔ ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

امام حسینؑ اپنے اصحاب کو دیکھ رہے تھے کہ عمر ابن سعد کا لشکر کفار نہر فرات پر آگیا۔ امام حسین کو اطلاع ملی کہ یہ لشکر جنگ کے لیے ابن زیاد نے بھیجا ہے۔ اس دوران مختلف علم نظر آئے اور مقام نخیلہ سے جو فوج روانہ ہوئی وہ سب کربلا پہنچ گئی اور جدھر نظر جاتی تھی فوج ابن زیاد سے میدان بھرا ہوا تھا۔ اور اس کی سپاہ کے سرخ و سیاہ علم کھلے ہوئے تھے۔ ہم مقام نخیلہ کے سلسلہ میں اگرچہ سالاروں کے نام دے چکے ہیں تاہم جو سالار کربلا میں افواج کوفہ میں تھے ان کے نام یہ ہیں۔ (۱) عمر ابن سعد، (۲) سنان ابن انس (۳) قعقاع (۴) خولی (۵) قشعم، (۶) حصین بن نمیر (۷) ابو قدار باہلی (۸) عامر بن صریہ تمیمی (۹) شبث بن ربعی (۱۰) عروہ بن قیس لشکر اعداء میں جنگی غوغہ شروع ہوا۔ اہلحرم کے دل بیٹھنے لگے۔ اپنے جوانوں سے کہا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے۔ یہ لشکر آیا ہم سے قتال کے لیے آیا ہے یا کسی دوسرے مقصد کے لیے جوانان بنی ہاشم کیا جواب دیتے خوش رہے امام حسینؑ خیمہ سے باہر تشریف لائے ہمشکل پیغمبرؐ سے فرمایا اے علی اکبر خیمہ میں جاؤ اور اہلحرم کو خوش کرو۔ حضرت عباسؑ شہزادہ کے ہمراہ خیمہ میں آئے بہنوں کو تسلی دی تلقین صبر کی لے شبیہ روز عاشورا تک تو امام حسینؑ اہلحرم کو تسلی دیتے رہے۔ لیکن روز عاشورا ہنگام عصر کون تھا کہ جو تسلی دیتا۔ واہ محمداہ و علیاہ و فاطمتاہ۔

صلی اللہ علیک یا ابا عبد اللہ السلام علیک یا بن رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ و فی المقتل المنسوب الی ابی مخنف و اول رایۃ سارت الی حرب الحسین علیہ السلام رایت عمر بن سعد فی تحتھا ستۃ الاف۔ یعنی ابی مخنف کہتا ہے کہ سب سے پہلے جس نے امام حسین علیہ السلام سے جنگ کرنے کے لیے اپنی فوج میں علم کھولا وہ عمر بن سعد ملعون تھا۔ اس وقت اس کے لشکر میں دو ہزار سپاہیوں کا اضافہ ہو چکا تھا گویا چھ ہزار سپاہیوں پر مشتمل لشکر تھا کہ اس نے نہر فرات

کے کنارے اپنا سراپردہ قائم کر دیا۔ یعنی اپنے خیام کی حد بندی کر دی۔ حر ریاحی کہ جو ابن سعد کے پہنچنے سے پہلے وارد کربلا ہوا تھا۔ جب ابن سعد کے لشکر کو دیکھا تو حرؓ دل میں کہنے لگا کہ یہ فوج امام حسینؑ سے جنگ کرنے آئی ہے اس سبب سے اسے بہت دلی صدمہ ہوا۔ اور اپنی جگہ بیٹھا ہوا یہ سوچنے لگا کہ مجھ سے خطا سرزد ہوئی کہ میں حسین ابن علیؑ کے کربلا پہنچنے کا باعث ہوا۔ افسوس ایسا میں نے کام کیوں کیا؟ زبان پہ یہ ہی کلمات تھے اور دل ندامت محسوس کر رہا تھا۔ کہ اسی اثناء میں عمر بن سعد لشکر حر میں آیا اور حر سے ملا سلام و مرحباً کہا اور اس کو فرمان سپہ سالاری دیا اور اپنے لشکر میں واپس چلا گیا

عمر ابن سعد کا عبد اللہ ابن کثیر کو خدمت امام حسینؑ میں بھیجنا

حضرت شیخ مفید علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ عمر بن سعد کے کربلا پہنچنے کے بعد عروۃ بن القیس بھی اپنا لشکر لے کر وارد کربلا ہوا۔ اس وقت عروۃ نے پسر سعد سے کہا کہ میری سپردگی میں جا کر معلوم کرتا ہوں۔ عبد اللہ بن کثیر کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ یہ بدبخت بدمزاج انسان تھا کہنے لگا۔ واللہ لئن شئت لا فتکن۔ یہ یعنی اے ابن سعد اگر تو مجھے اذن دے تو میں خیمہ حسینؑ کی طنابیں کاٹ دوں۔ لیکن پسر سعد کہنے لگا کہ صرف اسی قدر کافی ہے کہ تو جا کر سبب آمد دریافت کرے وہ امام حسینؑ کی خدمت میں آیا اور سوال کیا۔ ما الذی جاء بہ۔ کہ یہاں آنے سے آپ کا کیا مقصد ہے کس لیے آپ یہاں آئے ہیں جب وہ آیا ہے تو وہ شعلہ آتش بن کر آیا تھا۔ لیکن جب آنحضرتؑ کے پاس پہنچا تو فریاد کرنے لگا یا حسینؑ یا حسینؑ۔ جب حضرت امام حسینؑ نے اس کی آواز سنی تو آپ نے اپنے یاور و انصار کی طرف دیکھا۔ فرمایا کہ یہ بے ادب کون سا ہے یہ کون ہے جو فریاد کر رہا ہے۔ ابو ثمامہ صیداوی نے نزدیک جا کر اس کو دیکھا اور شناخت کیا اور

حضرت کی خدمت میں جاکر عرض کیا کہ قد جاءک شر اھل الارض یعنی کہ سر بدترین بدخصلت انسان کثیر بن عبداللہ نامی ہے آپ نے فرمایا کہ اس سے دریافت کرو کیا بات ہے یہاں کیوں آیا ہے۔ ابو ثمامہ صیداوی اس کے پاس گئے۔ اور اس کے یہاں آنے کا سبب پوچھا اس نے اشارہ کیا خیمہ امام حسین علیہ السلام کریں اس خیمہ میں آنا چاہتا ہوں۔ ابو ثمامہ نے آپ کو اطلاع دی امام عالی مقام نے فرمایا کہ بہت خوب! ابو ثمامہ نے کہا کہ تو اس خیمہ میں جاسکتا ہے۔ مگر یہ تمام اسلحہ اس مقام پر اتار کر رکھ دے۔ اس ملعون نے کہا کہ میں اسلحہ نہیں اتاروں گا اس حالت میں ملاقات کروں گا ابو ثمامہ نے کہا کہ پھر اپنا مطلب بیان کر تا کہ عالم پناہ حضرت امام حسینؑ کو تیرا پیغام پہنچا دوں اور تجھے ان کے جواب سے آگاہ کروں و الا لا ادعک تدنوا فانک فاجر۔ تو آقا و تاجدار کے خیمہ کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا تو فاسق ہے نا اس پر وہ مردود کہنے لگا کہ ایک آدمی سے اس قدر وہم کیوں کرتے ہو۔ پھر وہ فاسق واپس چلا گیا۔ ہماری جانیں قربان ہو جائیں اصحاب امام حسین پر کہ ان کو اس قدر پاس و فاداری ہے کہ امام حسینؑ کے نزدیک بھی کسی بے دین کو نہیں جانے دیا لیکن بعد ظہر اصحاب دیا وران حسینؑ اپنے گلے کٹائے مقتل میں پڑے تھے۔ اور حسینؑ غریب پر تیر برس رہے تھے۔ تلواروں سے اعدائے دین حملہ کر رہے تھے۔ نیزہ کی انی جگر کو زخمی کر رہی تھی واغربتاہ واقلۃ ناصراہ کوئی مولا کی فریاد کو نہیں پہنچتا۔ الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین۔

عمر بن سعد کا خزیمہ کو خدمت امام حسینؑ میں بھیجنا

صلی اللہ علیک یا ابا عبد اللہ بابی انت و امی یا مظلوم یا لیتنا کنا معک فافوز فوزا عظیما۔

مقتل ابی مخنف میں ہے کہ جب عبداللہ بن کثیر اپنی خباثت کی وجہ سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا تو عمر ابن سعد نے ایک دوسرا شخص خزیمہ نامی کو امام عالیمقام کی خدمت میں بھیجا کہ وہ امام حسینؑ سے یہاں تشریف آوری کی وجہ دریافت کرے یہ شخص بہت ہوشیار تھا علاوہ ازیں یہ دوستداران آل رسول سے بھی تھا چنانچہ یہ باکمال ادب حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ اور در خیمہ کے نزدیک پہنچ کر اس نے باادب و احترام سلام کیا۔ السلام علیک یا ابن بنت رسول اللہ امام حسینؑ کے لشکر والوں نے جواب سلام دیا۔ امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے سوال کیا کہ کون شخص ہے۔ عرض کیا انہ رجل جید فاضل کہ یہ ایک فاضل ترین آدمی ہے۔ خدا جانے یہ کس لیے آیا ہے۔ زہیر بن قین اس کی طرف متوجہ ہوئے سوال کیا ما ترید کیا ارادہ ہے۔ اس نے کہا کہ فرزند رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہونا مطلوب ہے۔ زہیر بن قین نے کہا اچھا تو پہلے اپنا اسلحہ اتار دو۔ اس نے اسلحہ و تلوار الگ رکھ دیا اور جب سامنے پہنچا تو اول قدمبوسی کی۔ اور کہا اے مولا ابن سعد نے آپ کے پاس بھیجا ہے تا کہ یہ معلوم کروں کہ جناب اقدس و اعلیٰ یہاں کس لیے تشریف لائے ہیں امام حسین

علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہیں لوگوں نے خطوط ارسال کر کے مجھے بلایا ہے اور اب مجھ سے پوچھتے ہو کہ کس لیے آنا ہوا ہے۔ اس نے کہا خدا ان لوگوں پر لعنت کرے کہ جنہوں نے آپ جیسے اقدس و اعلیٰ بزرگ ہستی کو یہاں آنے کی دعوت دی۔ اس نے اپنی غلامی کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی ثابت قدمی کا یقین دلایا کہ اب تو امام حسینؑ کے قدموں پر جان دے کر جام شہادت پیوں گا۔ وہ فنا فی المودت الحسینؑ ہو گیا وہ زبان دل سے کہہ رہا تھا یا لیتنی کنت معھم فافوز فوزا عظیما۔ اے شیعو وہ ایسا وقت تھا کہ اگر ایک شخص بھی مولاؑ کی نصرت و یاوری کا یقین دلاتا۔ تو امام حسینؑ خوش ہوتے تھے یہیں سے اندازہ لیجیے روز عاشورا محرم جب اصحاب میں سے ایک سے شخص بھی قتل ہوتا تھا تو امام حسینؑ کو کس قدر صدمہ جانکاہ ہوتا تھا۔ کبھی مقتل سے آواز آتی تھی اے آقا خدا حافظ کبھی کسی کی آواز آتی تھی بابا میری مدد کو پہنچیے۔ میرے سینہ میں برچھی لگی ہے۔ کبھی آواز آتی تھی اے آقا مدد کو آیئے۔ میرے شانے کٹ گئے کبھی سکینہؑ یا ابتاہ کہتی اور غش کر جاتی تھی۔ امام حسینؑ کے ہاتھوں پر علی اصغرؑ ہیں۔ حسینؑ سوال آب کر رہے ہیں لیکن کسی نے ایک گھونٹ پانی تک نہ دیا۔ حرملہ لعین نے تیر سہ شعبہ سے بچے کا گلا اور حسینؑ کا بازو زخمی کیا۔ بچہ حسینؑ کے ہاتھوں پر منقلب ہو کر رہ گیا۔ الا لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین۔

عمر بن سعد کا قرۃ بن قیس کو امام حسینؑ کے پاس بھیجنا

الشیخ مفید علیہ الرحمتہ نے کتاب الارشاد میں تحریر فرمایا ہے کہ خزیمہ کے بعد عمر بن سعد نے قرۃ بن قیس تابی شخص کو امام حسینؑ کی خدمت میں برائے اشعار احوال بھیجا۔ قیس جب خیمہ امام عالی مقام کے نزدیک پہنچا تو کہا کہ میں حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ امام حسینؑ نے حبیب ابن مظاہر سے فرمایا کیا تم اس شخص کو جانتے حبیب ابن مظاہر اسدی نے عرض کیا کہ مولاؑ میں اس سے واقف ہوں یہ قبیلہ حنظلہ بنی تمیم سے ہے آپ اس کو اپنے ہمراہ خدمت امام حسینؑ نے فرمایا کہ عمر بن سعد سے کہو کہ اہل کوفہ نے خطوط لکھ کر مجھے بلایا تو میں یہاں آیا ہوں یہاں بطور مہمان وارد ہوا ہوں۔ اگر مجھے تخت و تاج حاصل کرنا ہوتا تو اپنے اہل حرم کو اپنے ساتھ نہ لاتا۔ میرے ساتھ علی اکبرؑ میں قاسم ہیں علی اصغرؑ ہیں۔ عون اور محمدؑ ہیں۔ عباس اور ان کے یہاں ہیں۔ میری بہنیں میرے ساتھ ہیں مولف کتاب کہتے ہیں کہ اے مولاؑ آپ کی مظلومیت پر تمام کائنات قربان اے شیعو تمہارے مولاؑ روز عاشورا محرم یکہ و تنہا کھڑے ہیں۔ نہ اکبر ہے نہ قاسم نہ عباس کوئی نہیں ہے جب قرۃ بن قیس نے یہ سنا تو واپس جانے لگا تو حبیب ابن مظاہرؓ نے فرمایا کہ اے قرۃ منزل رحمت چھوڑ کر قوم ظالمین کے پاس جاتے ہو۔ اے قرۃ انصر ھذا الرجل اس شخص یعنی امام حسینؑ کی نصرت کرو قرۃ نے کہا کہ اب تو واپس جاتا ہوں اگر توفیق خدا شامل ہوئی تو مدد و یاوری کروں گا۔ یہ شخص

عمر بن سعد کے پاس پہنچا اور تمام واقعہ بیان کیا۔ اور کہا کہ حضرت حسینؑ بن علیؑ
جنگ کے لیے نہیں آئے ہیں انہیں حکومت منظور نہیں ہے۔ دلے قوم نابکار
پر کر اس نے کچھ پرواہ نہ کی اور امامؑ کے قتل پر آمادہ ہو گئے اگرچہ امام حسین علیہ
السلام روز عاشورا و محرم فرما رہے تھے۔ بای جرم قتلونی و بای
ذنب تستفکون دمی۔ یعنی کہ مجھے کس جرم میں قتل کرتے ہو مجھ سے
کون سا گناہ سرزد ہوا ہے کہ میرا خون بہاتے ہو۔

عمر ابن سعد لعین کا خط ابن زیاد کے نام

شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے کتاب الارشاد میں فرمایا ہے کہ کربلا سے عمر ابن سعد
نے ابن زیاد گورنر کوفہ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فانی نزلت
الحسین و بعثت الیہ رسولی فسالتہ عما اقدمہ و ماذا۔
——— یعنی کہ اے میں تم سے مرخص ہو کر کربلا پہنچا تو سب سے
اول میں نے حسین ابن علی کی طرف اپنا قاصد بھیجا کہ وہ معلوم کرے کہ حسینؑ کس
غرض سے یہاں وارد ہوئے ہیں۔ جس پر حسینؑ ابن علیؑ نے یہ جواب دیا کہ اہل
شہر کوفہ نے مجھے بلایا تو میں یہاں آیا ہوں۔ میرا جنگ کا کوئی ارادہ نہیں ہے
نہ سلطنت و حکومت کا طلب گار ہوں چونکہ یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ جنگ کا کوئی
شور و غل نہیں ہے اس صورت میں کیا کروں والسلام اس خط کو تمام کر کے
اس نے ایک شتر سوار کو خط دیا اور کوفہ روانہ کیا۔ حسان بن قائد العبسی
کنت عند عبید اللہ ابن زیاد حین اتاہ ھذا الکتاب۔
یعنی حسان کہتا ہے کہ میں اس وقت ابن زیاد کے پاس تھا کہ عمر بن سعد کا خط پہنچا۔

ابن زیاد نے خط پڑھا اور بطور تمسخر کہنے لگا کہ اب جب حسینؑ ہمارے چنگل میں پھنس
گئے ہیں تو اب نجات کے طلب گار ہیں۔ حالانکہ اب نجات کیسی؟ اس نے
دوات و قلم طلب کیا کہ جواب تحریر کرے

جواب نامہ از طرف ابن زیاد بنام عمر بن سعد

کتاب الارشاد میں ہے کہ اما بعد فقد بلغنی کتابک و فہمت
ماذکرت فاعرض علی الحسین ان یبایع لیزید ھو و اصحابہ
فاذا ھو فعل ذلک رایناً رایا ———
یعنی کہ تیرا نامہ ملا۔ جو کچھ تو نے ہمیں تحریر کیا ہے اس پر غور کیا۔ حسین ابن علیؑ اور ان
کے ساتھی سب لوگ یزید بن معاویہ کی بیعت کر لیں تو البتہ اس وقت ہم غور کریں
گے۔ یزید کو مطلع کریں گے۔ اگر حسینؑ بیعت کرنے سے انکار کریں تو ان کو قتل
کر دے یا ان کا سر برائے بیعت بھیج کا دے۔ اے شیعو۔ ابن زیاد کی خواہش
صرف یہی تھی کہ حسینؑ ابن علی، بیعت یزید بن معاویہ کر لیں تو خیر ورنہ ان سے محاربہ
لازمی ہے۔ حالانکہ یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ امام حسین علیہ السلام
جو شریک عصمت و نبوت ہیں یزید جیسے فاسق و فاجر کی بیعت نہیں کر سکتے اور آپ
کی شہادت نے واضح کر دیا کہ خانوادۂ عصمت کبھی کسی فاجر و فاسق و بے دین کی
بیعت نہیں کر سکتا دہیں سے ثابت ہوتا ہے کہ حسین کے پدر عالی قدر حضرت
امیر المؤمنین بھی غیر از رسولؐ خدا کسی کی بیعت نہیں کر سکتے تھے ہماری تصنیف

علی اور بیعت ملاحظہ ہو تعلم مترجم) عبدالحمید بن ابی الحدید معتزلی کہتا ہے کہ دنیا میں مثل حسین بن علیؑ کون ہے۔ حسینؑ ابن علیؑ کو ابن زیاد۔ بدنہاد امان دے امن و امان ان کو خدا نے عطا کی ہے۔ ابن زیاد کا مقصد یہ تھا کہ اگر حسین طلب امان پر راضی ہو جائیں تو میرے پاس دربار میں آئیں اور لوگوں کی نگاہ میں معاذ اللہ حقیر ہوں۔ امام حسینؑ کی غیرت گوارا نہ کیا کہ وہ دربار ابن زیاد میں بغرض امان جائیں۔ خود آپ نے فرمایا ہے "انا قتیل العبرۃ" کہ میں کشتہ غیرت و حیا ہوں واسترنا ابن زیاد ملعون نے جب سر بریدہ امام حسین علیہ السلام اس کے دربار میں پہنچا اور آپ کے اہلحرم بھی رسن بستہ تھے۔ تو ابن زیاد نے سر مبارک کے ساتھ کیا۔ بے ادبی کی اور اہلحرم کو دربار میں کھڑا کیا۔ حالانکہ ان کے سروں پر چادریں نہ تھیں

امام حسینؑ اور عمر بن سعد کی چوتھی شب محرم ملاقات

مروی ہے کہ محرم کی چوتھی شب عمر ابن سعد اپنے خیمہ سے نکلا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے لشکر میں پہنچا دیکھا کہ اصحاب خیمہ امام عالی مقام کا پہرہ دے رہے ہیں۔ اور اس طرح خیمہ کے گرد پھر رہے ہیں جیسے لوگ طواف کعبہ کرتے ہیں۔ لیکن اس ملعون نے ایک قاصد بھیجا۔ امام حسینؑ دو آدمیوں کے ہمراہ اس کی طرف آئے۔ اور کنار نہر فرات پر آپ نے عمر بن سعد سے ملاقات کی اس نے امام حسینؑ سے معانقہ کیا اور قدم چومے پھر گفتگو شروع کی

کہ آپ سرزمین عراق پر کیوں تشریف لائے ہیں آپ کے نزدیک تو مکہ و مدینہ زیادہ عزیز ہیں۔ اس وقت امام حسینؑ نے اہل کوفہ کے تمام خطوط منگوائے اور عمر ابن سعد کو دکھائے۔ عمر بن سعد نے کہا ما عرفت ما فعل بکم کہ پھر آپ نے کوفہ والوں پر کیوں اعتماد کیا۔ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا کہ تم نے درست کہا اب اس کا جواب یہ ہے کہ من خادعنا فی اللہ انخدعنا لہ یعنی وہ خدا کہ جو خالق کائنات ہے اس کی قسم ہم رسول خدا کی طرف سے آئمہ ھدیٰ ہیں ہم سب راہ خدا میں اپنا سب کچھ قربان کرنا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ اور جو خدا کے ساتھ فریب و دھوکا کرے تو ہم اس کی طرف رخ بھی نہیں کرتے۔ عمر بن سعد نے کہا کہ آپ نے درست فرمایا۔ اور اب کوفیوں کی بدولت آپ پر راہ حیات مسدود ہو رہی ہے۔ انہوں نے آپ کے ساتھ خدع کیا ہے اور آپ کو بلاء میں ڈال دیا ہے۔ اس حالت میں آپ خود کوئی بہتر صورت اختیار کریں۔ آپ نے فرمایا کہ دعونی اذھب الی المدینۃ او الی مکۃ او بعض الثغور اقیم بہ کبعض اھلھا کہ آپ نے فرمایا کہ تو ہمیں مدینہ یا مکہ یا کسی اور شہر کی طرف نکل جانے دے۔ ہم دوسرے لوگوں کی طرح زندگی بسر کریں گے عمر ابن سعد نے کہا کہ میں کچھ نہیں کر سکتا البتہ ابن زیاد کو خط لکھوں گا۔ ممکن ہے کہ وہ آپ کی ان تینوں خواہشات میں سے کوئی ایک مان لے۔ بعدہ حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے خیمہ کی طرف واپس تشریف لے آئے۔ محمد بن ابی طالب سے بجار میں روایت کی گئی ہے کہ ابن زیاد کا دوسرا خط پھر عمر ابن سعد کو ملا جس کا مضمون یہ ہے انی لم اجعل لک علۃ فی کثرۃ الخیل والرجال فانظر لا اصبح ولا امسی الا وخبرک عندی غدوۃ و عشیۃ۔